اُردو تحقیق: مسائل اور ان کا حل

ادارہ ہذا	مصنف	نمبر شمار
لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور، پاکستان	زاہدہ خالد	1

Abstract: Research means the systematic investigation into and study of materials and sources in order to establish facts and research new conclusions. In Urdu Literature, there are so many problems that are faced by a researcher. First, to find a proper topic that is relevant and unique, not something that other researchers have already looked into exhaustively. Secondly, the data collection from relevant literature is also a significant problem. The reason for that is that the libraries are not in order. Thirdly, a lot of time is wasted in processing of the thesis after it is submitted. There is a great need to provide effective solutions to the researchers of language and literature so that valuable research could be conducted.

Keywords: Tajziyati, Tahqeeq, Khoj, Taswaar, Taabeerat, Yaksaniat, Qadeem, Tanqeed, Arbab-e-Ikhtiyar.

Email: zahidakhalid19@gmail.com

تجزیاتی مطالعے سے متعلق کسی بھ مسئلے پر بات کرنے اور اس کا حل تلاش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی ماہیت کو سمجھا جائے پھر اُس کے مسائل پر بات کی جائے اور آخر میں ان کا حل پیش کیا جائے۔ تجزیاتی مطالعہ یا تحقیق ایک نہایت قدیم فن ہے۔ بہت سے علوم وفنون کی طرح تحقیق کا جدید تصور بھی سب سے پہلے یونان میں پیش ہوا اور ارسطو نے اس فن کو جلا بخشی۔ انسانی زندگی کے کسی بھی شعبے میں تحقیق کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ انسانی زندگی کی تاریخ دیکھیں تو انسان نے اپنے مسائل کو تحقیق ہی کی مدد سے حل کیا بلکہ اگر ہم یوں کہیں کی انسانی تہذیب و تمدن کی ترقی تحقیق ہی کی مرہون منت ہے تو کچھ غلط نہ ہوگا اور بقول ڈاکٹر تبسم کاشمیری، تحقیق کا کام حال کو بہتر بنانا، مستقبل کو سنوارنا اور ماضی کی تاریکیوں کو روشنی عطا کرنا ہے۔[1]

جہاں تک اُردو تحقیق کا تعلق ہے تو زندگی کے دوسرے شعبہ جات کی طرح اُردو ادب میں بھی بہت سے ایسے نظریات موجود تھے جو تحقیق کی بدولت ہی حقیقت کی روشنی میں آئے اور بہت سے ادھورے نامکمل نظریات نے بھی حقائق کا لبادہ اوڑھا، ابہام اور شکوک کا خاتمہ ہوا۔ اس کی بہت سی مثالیں اُردو ادب میں تحقیق کی بدولت حقائق کی روشنی میں آچکی ہیں۔ جہاں زندگی کے اور شعبوں میں انسان نے کھوج اور پرکھ سے نئی سے نئی اشیاء تخلیق کیں اور آگ پیدا کرنے سے لے کر گول پہیے کی سواری بنانے تک ترقی کا بہت سا سفر طے کیا وہاں ادبی دنیا میں بھی تحقیق نے بہت سے حقائق کی بازیافت کی ہے۔ تحقیق ایک مسلسل

عمل کا نام ہے۔ نئے واقعات کا علم، ذرائع معلومات میں اضافہ تحقیق کو آگے بڑھاتا ہے۔ بعض اوقات حقیقت بہت سے پردوں میں چھپی ہوتی ہے اور مسلسل تحقیق ہی اصلیت تک رسائی دیتی ہے۔

جب ہم اُردو تحقیق میں درپیش مسائل کا ذکر کرتے ہیں تو سب سے پہلے جو مرحلہ محقق کے سامنے آتا ہے وہ موضوع کا انتخاب ہے۔ بعض اوقات محققین کے اندر تحقیق سے دلچسپی محض ڈگری کے حصول کے لیے ہوتی ہے۔ اگر محقق کا مقصد صرف ڈگری کا حصول ہو تو تحقیق کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اس لے یہ بات بے حد ضروری ہے کہ تحقیق کا موضوع محقق کی دلچسپی رکھتا ہو۔ ایسے موضوع پر کی گئی تحقیق جس میں محقق کی پسند اور دلچسپی شامل ہو واقعتاً ادب میں نئے اضافے کا باعث بنتی ہے ورنہ محض ایک نیا مقالہ لائبریری کی زینت بن جاتا ہے جس کی ادبی حیثیت کچھ نہیں ہوتی۔ موضوع منتخب کرنے میں اساتذہ کے کردار کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اساتذہ کو موضوع کے انتخاب میں محقق کی رہنمائی کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ صحیح موضوع منتخب کر کے ایک فائدہ مند اور فکر و عمل کا صحیح نتیجہ اخذ کر سکے۔ بعض اوقات اساتذہ کی رہنمائی میسر نہ ہونے کے باعث محقق یا تو سال ہا سال تک موضوع منتخب ہی نہیں کر پاتے اور وقت کے ساتھ ساتھ وسائل کا بھی ضیاع کرتے ہیں اور پھر ایسا موضوع منتخب کر بیٹھتے ہیں جو پہلے ہی سے تحقیق شدہ ہوتا ہے۔ بس اس کا عنوان ہی تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ایسا موضوع بھی منتخب کر لیا جاتا ہے جو کسی اور یونیورسٹی میں تحقیق کے مراحل طے کر رہا ہوتا ہے۔ اس مسئلے پر اس طرح قابو پایا جا سکتا ہے کہ مختلف یونیورسٹیوں میں تحقیقی موضوعات کی ایک فہرست جو اس یونیورسٹی میں یا تو پایہ تکمیل تک پہنچ چکے ہوں اور یا پھر تحقیق کے مراحل طے کر رہے ہوں۔ کسی ویب سائٹ پر پاکستانی شکل میں جاری کر دی جائے تاکہ موضوعاتِ تحقیق میں تکرار سے بچا جا سکے۔ اگرچہ ایسی کچھ فہرستیں موجود ہیں لیکن وہ تازہ ترین نہیں ہیں۔

تحقیق کے میدان میں ایسی منصوبہ بندی اور تنظیم تحقیقی کاموں کو نہ صرف کارآمد بنا سکتی ہے بلکہ محققین کی بہت سی مشکلات کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔ موضوع کی تلاش کے حوالے سے عبدالستار دہلوی لکھتے ہیں کہ:

> "تحقیقی عمل کا یہ اولین اور اہم ترین مرحلہ ہے۔ صحیح موضوع کا انتخاب کر لینے پر محقق کو اپنے کام کے لیے کچھ زیادہ دلچسپی اور جوشِ عمل پیدا ہو جاتا ہے اور اسے اپنے کام کرنے کی تحریک ملتی ہے۔[2]

ڈاکٹر رشش اختر لکھتے ہیں:

"ایک بار موضوع کے انتخاب کا فیصلہ عمل میں آگیا تحقیق کی پہلی اینٹ صحیح جگہ پر رکھ دی جائے گی"[3]

موضوع منتخب کرتے ہوئے بعض اوقات محقق ایسے موضوع کا چناؤ کر لیتا ہے جو بہت بسیط یا بہت پیچیدہ ہوتا ہے۔ ایسے موضوعات کو سمیٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اس کے لیے مواد کا حصول بھی بعض اوقات مسائل پیدا کرتا

ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسے موضوعات کی تحدید کرلی جائے یا اس کا کوئی ایک پہلو تحقیق کے لیے منتخب کر لیا جائے تاکہ مشکلات سے حتی الامکان بچا جاسکے اور تحقیق کا کام بھی احسن طریقے سے ہو سکے۔
موضوع کے حوالے سے بعض اوقات محقق کسی زندہ شخصیت کے حوالے سے موضوع کا انتخاب کرلیتا ہے۔ اس سے بھی تحقیق میں کافی مسائل جنم لیتے ہیں کیونکہ محقق کھل کر اپنی رائے کا اظہار نہیں کر پاتا۔ سو اس طرح کے موضوعات سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

بقول رشید حسن خان:

"زندہ لوگوں کو موضوع تحقیق بنانا بھی غیر مناسب ہے۔ مناسب یہی ہوگا کہ مرحومین کے سلسلے میں بھی ایک خاص وقفے سے پہلے اس طرف توجہ نہ کی جائے"[4]

موضوعات کے سلسلہ میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ تحقیق کا مقصد چونکہ حقائق کی تلاش ہے اس لیے ایسے موضوعات جن میں تنقیدی تعبیرات موجود ہوں انہیں تحقیق کے لیے منتخب نہیں کرنا چاہیے۔ تنقیدی صداقت میں چونکہ ایک ہی موضوع یا مسئلے پر مختلف لوگوں کی آرا مختلف ہو سکتی ہیں اس لیے ایسے موضوعات تحقیق میں مشکل کا باعث بنتے ہیں۔ اس طرح تحقیق اور تنقید دونوں سے انصاف نہیں ہو پاتا اور محقق کے لیے بھی مشکل ہو جاتا ہے کہ اس طرح کے موضوع سے انصاف کر سکے۔ اس لیے ضروری ہے کہ تنقیدی تعبیرات سے اخذ شدہ موضوعات منتخب نہ کیے جائیں۔ موضوع منتخب ہونے کے بعد اگلا مرحلہ مواد کی فراہمی کا درپیش ہوتا ہے۔ یہ مرحلہ موضوع کے انتخاب سے بھی مشکل ثابت ہوتا ہے۔ اردو میں تحقیق کے کام میں معاون کتب کا حصول بے حد مشکل مسئلہ ہے۔ زیادہ تر لائبریریوں میں فہرستیں دستیاب نہیں ہوتیں۔ حتیٰ کہ لائبریرین تک کو بھی بہت سی ایسی کتابوں کا علم نہیں ہوتا جو محقق کو اپنے کام کے سلسلہ میں درکار ہوتی ہیں۔ کتب خانے کی سروس کے غیر تسلی بخش ہونے سے محقق کو کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تعلیمی اداروں کی لائبریریوں تک بھی رسائی کے لیے بعض اوقات کسی نہ کسی کی سفارش درکار ہوتی ہے۔ بعض محققین بہت سے کتب خانوں سے واقف نہیں ہوتے اور بعض مخطوطات اور حوالہ جاتی کتب لوگوں کی ذاتی لائبریریوں میں بھی موجود ہوتی ہیں اور ایسی لائبریریوں تک ہر کسی کو رسائی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ کتب بہت زیادہ مہنگی بھی ہیں جنہیں خریدنا ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتا۔ ان تمام مسائل کا حل اس بات میں ہے کہ اول تو لائبریریوں میں کتب کی فہرستیں بہت منظم انداز میں تیار کی جائیں۔ دوسرے لائبریری کا عملہ تربیت یافتہ اور تعاون کرنے والا ہو۔ مختلف تعلیمی اداروں کی لائبریریاں بھی محققین کی رسائی میں ہوں۔ لائبریریوں کو جدید خطوط پر ترتیب دیا جائے تاکہ محقق کی مشکلات کو کم کیا جاسکے اور صحیح مواد تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی ہو۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"تحقیق میں پیش رفت کے لیے جامعات کے کتب خانوں کی ترتیب و تنظیم بھی ناگزیر ہے۔ نئی کتابوں اور لوازمے کے افسانے کے ساتھ کتب خانوں کے نظام میں اصلاح کی بے حد گنجائش ہے۔ عملے کی کمی یا غفلت سے بعض اوقات ایک کتاب کی تلاش میں کئی کئی گھنٹے ضائع ہو جاتے ہیں۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے دور میں ہماری متعدد جامعات میں فوٹو اسٹیٹ جیسی عام سہولت بھی میسر نہیں ہے۔ یہ کہ کتب خانے کا نظام ایسا ہونا چاہیے کہ محقق کو مطلوبہ کتاب یا مواد با آسانی اور وقت ضائع کیے بغیر بلکہ حسب ضرورت بذریعہ ڈاک، فیکس، کمپیوٹر یا انٹرنیٹ بھی میسر آ سکے"[5]

دورانِ تحقیق ایک محقق کو جن مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان میں ایک مسئلہ مختلف اداروں میں تحقیق کے طریقہ کار کا مختلف ہونا ہے۔ تحقیقی کام میں یکسانیت نہیں ہے۔ کسی ادارے میں فونٹ اور لفظ کا سائز کچھ اور ہے اور کسی ادارے میں کچھ اور، مقالے کا حاشیہ کتنا چھوڑا جائے، سرورق پر کیا اندراج ہو، عنوان کیسے لکھا جائے، مقالے کی جلد کا رنگ، مقالے کی ضخامت کتنی ہو، ہر ادارہ اپنی الگ الگ رائے رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ حوالے جات کے لیے بھی مختلف طریقے ہیں۔ یہ سب چیزیں اور صورت حال بھی ایک محقق کی مشکلات کو بڑھاتی ہیں۔ اگر ان تمام معاملات کے لیے یکساں طریقہ ہائے کار اختیار کیا جائے تو محققین کے کافی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ آج کل تحقیق جہاں ایک دقت طلب کام ہے وہیں اس کے لیے کافی زیادہ وسائل بھی درکار ہیں۔ کتب، فوٹو اسٹیٹ، کمپوزنگ، بیرون شہر مواد کی فراہمی کے لیے سفر اور مقالے کی نقول و جلد بندی کے لیے لاگت وغیرہ۔ یہ تمام امور تحقیق کے لیے آسان ہو سکتے ہیں اگر حکومتی سطح پر محقق کی مالی معاونت ہو۔ محققین کے لیے وظائف یا سفری سہولیات اور بیرون ملک مواد کی فراہمی کے سلسلے میں سفری اخراجات کی مد میں کچھ مراعات مل جائیں۔ جامعات کی بھاری بھر کم فیسیں بھی بہت سے محققین پر بوجھ ثابت ہوتی ہیں وہ جلد از جلد اچھا برا کام کر کے اپنی ڈگری مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ کم از کم پوسٹ گریجویٹ سطح پر فیسوں کا بوجھ ضرور کم ہو جانا چاہیے۔ اگرچہ HEC کی جانب سے کچھ محققین کو مالی معاونت دی جاتی ہے مگر وہ بہت کم ہے اور اس کے بکھیڑے بہت زیادہ ہیں۔

تحقیق کے میدان میں موضوع کے انتخاب سے لے کر مواد کی فراہمی، اخراجات، مقالے کی کمپوزنگ وغیرہ کے بعد جو اہم مسئلہ درپیش آتا ہے وہ امتحانی طریقہ کار کے مشکل اور بے حد طویل عمل سے گزرنے کا ہے۔ مقالہ اپنے ادارے میں جمع کروانے کے بعد سے لے کر مقالے کے دفاع اور سند کے حصول تک ایک طویل مدت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مقالہ جب بیرونی ممتحنین کے پاس جانچ پڑتال کے لیے جاتا ہے تو پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے جانچ پڑتال ایک دو مہینوں میں نہیں بلکہ سال سال تک کا وقت گزار دیا جاتا ہے اور یہ وقت محقق کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا حالانکہ یہ مقالہ تین سے چار ماہ کی مدت میں

بخوبی جانچا جا سکتا ہے۔ اسی لیے محقق پھر بیرونی ممتحن کا نام و پتہ معلوم کر کے ذاتی اثر و رسوخ استعمال کرتے ہیں اور پھر اس تعاقب کے بعد اپنا مقالہ وہاں سے نکلوانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جن کا اثر و رسوخ کام نہیں کرتا وہ پھر خدا کا سہارا ڈھونڈتے رہ جاتے ہیں۔ یہ ایک محقق کے لیے کس قدر پریشان کن صورت حال ہے۔ صدر شعبہ جات کو اس صورت حال کا ادراک کرنا چاہیے اور ایسے ممتحنین اندرونی اور بیرونی منتخب کروانے چاہییں جو وقت پر اپنی جانچ پڑتال کر کے مقالہ پر اپنی رائے دیں تاکہ محقق کم از کم اس خواری سے نجات پا سکے۔

تحقیق کے دوران محقق اور نگران میں ہم آہنگی بے حد ضروری ہے۔ محقق کو تحقیق کے مراحل طے کرنے اور مسائل حل کرنے میں نگران مقالہ کا تعاون ہر ہر مرحلے پر درکار ہوتا ہے۔ لیکن اکثر اوقات نگران اساتذہ محقق کی مشکلات کا اندازہ نہیں کر پاتے یا ان کے پاس بیک وقت بہت سے مقالہ جات کی نگرانی کے فرائض ہوتے ہیں اس لیے وہ سب محققین کے لیے وقت کی یکساں تقسیم نہیں کر پاتے اور محقق کو ان سے ملاقات کرنے اور اپنے مسائل بیان کرنے کے لیے کافی انتظار کرنا پڑتا ہے اور پھر بسا اوقات نگران اساتذہ فن تحقیق کی باریکیوں سے مکمل آگاہی بھی نہیں رکھتے اس لیے وہ صحیح رہنمائی سے قاصر ہوتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے اہل علم اساتذہ کو نگرانی کا فریضہ سونپا جائے جو فن تحقیق کے اسرار و رموز سے مکمل آگاہ ہوں اور محقق کی مشکلات و مسائل کا ادراک بھی رکھتے ہوں اور محقق کو تحقیق کے میدان میں صحیح رہنمائی سے ہمکنار کر سکیں۔

تحقیق کے تمام مراحل طے کرنے کے بعد ایک اہم مسئلہ اسے چھپوانے کا بھی ہوتا ہے کیونکہ تحقیق کی بہر حال مقالہ جات کی شکل میں لائبریری کی کسی الماری میں بند کر دینا زیادتی ہے۔ اگر کوئی محقق ہمت کرنے اور اپنے اخراجات پر اپنے مقالے کی اشاعت کروالے تو ٹھیک ورنہ تو مقالہ پھر لائبریری ہی کی زینت بن کر رہ جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ معیاری تحقیق پر مبنی مقالہ جات کی اشاعت جامعہ کو کروانی چاہیے۔ اگر کچھ توجہ دی جائے اور منصوبہ بندی کی جائے تو مقالہ جات کی اشاعت کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔

بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات نہایت عرق ریزی سے لکھے گئے مقالہ جات جامعہ کی لائبریری میں جمع نہیں کروائے جاتے اور بقول ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی:

"انتہائی تکلیف دہ امر یہ ہے کہ کم از کم جامعہ پنجاب کی حد تک بیسیوں ایسے مقالوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے جن کا ایک نسخہ بھی موجود نہیں۔ ہاں آپ کو انار کلی بازار کے فٹ پاتھ پر ایسا کوئی مقالہ نظر آجائے تو تعجب نہیں ہونا چاہیے"[6]

اس مسئلے میں جامعہ کے اساتذہ کا بھرپور کردار اور دلچسپی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ بعض اوقات بلکہ اکثر اوقات اساتذہ کی ذاتی پسند و ناپسند بھی محقق کے کام پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جس محقق کے ساتھ استاد کی ذاتی دلچسپی ہو وہ تو

نہایت سہل اور آسان منزلیں طے کرتا ہوا اپنی منزل مقصود کو جا پہنچتا ہے جبکہ دوسرا سال ہا سال اپنے مقالے کو تکمیل کی صورت دینے کے لیے مشکلوں کا شکار نظر آتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ استاد اپنے منصب علمی کا خیال رکھتے ہوئے ذاتی پسند و ناپسند کی بجائے محققین کے ساتھ امتیازی برتاؤ نہ کریں کیونکہ روشنی کے مینار کو تو ہر طرف اجالا کرنا ہوتا ہے۔

بہ حیثیت مجموعی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان تمام مسائل کے باوجود تحقیق کا سفر جاری ہے۔ محقق تمام تر مسائل کی موجودگی میں بھی اپنی محققانہ آرا کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن جامعات کے اربابِ اختیار اور خاص طور پر شعبہ اُردو زبان و ادب کے صدور اور اساتذہ کو اُردو تحقیق میں درپیش مسائل کے حل میں اپنا کردار ضرور ادا کرنا چاہیے۔

حوالہ جات

[1]۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، ادبی تحقیق کے اُصول، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، (1992)ء، ص:20۔

[2]۔ عبد الستار دہلوی، تحقیقی عمل کے مراحل، مشمولہ، اُردو میں اصول تحقیق، جلد اول، مرتبہ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اسلام آباد ورڈ ویژن پبلیشرز، طبع چہارم، (2001)ء، ص:93۔

[3]۔ ش اختر، ڈاکٹر، موضوع کا انتخاب، مشمولہ، اردو میں اصول تحقیق، جلد اول، مرتبہ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر، اسلام آباد ورڈ ویژن پبلیشرز، طبع چہارم، (2001)ء، ص:131۔

[4]۔ رشید حسن خان، ادبی تحقیق: مسائل اور تجزیہ، لاہور، الفیصل غزنی سٹریٹ، نومبر (2001)ء، ص:13۔

[5]۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، پاکستانی جامعات میں ادبی تحقیق، مشمولہ، تحقیق شناسی، مرتبہ: رفاقت علی شاہد، لاہور، آر آر پرنٹرز، طبع سوم، (2021)ء، ص:92۔

[6]۔ ایضاً